Al-Qalam **القلم**
p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077
Volume:26, Issue:1, 2021; pp. 119-147

قیدیوں کے مذہبی و تعلیمی حقوق: جنوبی پنجاب کی جیلوں کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خصوصی جائزہ

Religious and Educational Rights of Prisoners: An Analysis of South Punjab Jails in the Light of Islamic Teachings

Dr. Faridah Yousuf *(corresponding author)*
Associate Professor, Department of Islamic Studies,
Bahauddin Zakaria University, Multan
Email: faridahyousuf@gmail.com

Dr. Abdul Qudoos Sohaib
Chairman, Department of Islamic Studies,
Bahauddin Zakaria University, Multan

KEYWORDS:

ISLAM, PRISONERS, SOCIETY, RELIGIOUS AND EDUCATIONAL RIGHTS.

Date of Publication:
26-06-2021

ABSTRACT

Imprisonment is the most common way of punishment in current era for various crimes. It is also used as tool for custody of accused during trial. In various crimes or issues very first step is made to eliminate the freedom of a person, though in some cases the accused released from jail after some time. Due to this eliminating of freedom different rights of accused impaired like religious and educational rights. In Islamic teachings these rights should be provided during imprisonment so that when the prisoner leaves the prison, he can become a useful member of society. These rights not only written in Pakistan prison rules but also written in united nations standard minimum rules for prisoners. But the fact is that after releasing from the prison the person behavior shows no improvement and the objectives of such rights cannot be witness in society. That's why the need was felt too surveyed in prison. In this article the analytical study is presented which addressed that in jails of south Punjab to which extant religious and educational rights are providing to the prisoners. So, they contribute in society after getting their freedom.

علم اور عقیدہ آغازِ آفرینش سے ہی انسان کی ضرورت رہے ہیں۔ معاشروں کے ارتقا اور انحطاط میں تعلیم اور مذہب کا بنیادی کردار ہوتا ہے۔ اسلام بحیثیت آفاقی اور عالمگیر نظامِ حیات ہونے کے؛ حصول علم اور آزادیٔ عقیدہ کو معاشرے کے ہر طبقہ کا بنیادی حق خیال کرتا ہے۔ قرآن کے نزول کا آغاز ہی علم کی ترغیب سے ہوتا ہے[1] اور عقیدہ، مذہب یا نظریہ رکھنے کی آزادی بھی اسلام بحیثیت انسان دیتا ہے۔ جبکہ بنیادی ہدایت یعنی اچھائی اور برائی کی تمیز فطرت کے اندر ہی رکھ دی گئی ہے[2]۔ مزید انبیا کے ذریعے بھی اس ضرورت کی تکمیل کا انتظام کیا گیا ہے۔ تاہم انسان ہر عہد میں اختیار کا غلط استعمال بھی کرتا رہا ہے۔ جس کے باعث جرم و سزا کے موضوعات بھی موجود ہیں۔ عصرِ حاضر میں کرہ ارض کے تمام انسانی معاشروں میں جرائم وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جن کی روک تھام کے لیے سزا کا نظام بھی ہے۔ سزا کے عمل کی تکمیل کے دوران محفوظ تحویل کے لیے جیل خانہ جات کا استعمال کیا جاتا ہے اور بہت سے جرائم میں بطورِ سزا بھی قید کا استعمال رائج ہے۔ اس اعتبار سے جیل خانہ جات میں تعلیم و مذہبی سرگرمیاں ایک اہم موضوع ہیں۔ کیونکہ مجرم بہرحال انسان ہے۔ بحیثیت انسان اس کے کچھ بنیادی حقوق ہیں جو تمام مذاہب اور معاشرے تسلیم کرتے ہیں۔ ان میں مذہبی آزادی و تعلیم کے حصول کے مواقع کی فراہمی سرفہرست ہیں۔ محبوس افراد خواہ وہ ملزم ہوں یا مجرم ان کے لیے تعلیمی و مذہبی سرگرمیاں معاشرے کے ذہنی طور پر صحتمند افراد کی نسبت زیادہ ضروری ہیں، کیونکہ قید کا ایک مقصد اصلاح ہے۔ اور اصلاح تعلیم و مذہب کے ذریعے ممکن ہے۔ لہٰذا مشرق و مغرب کے مختلف ممالک اور معاشروں نے اسیر ان کے درج بالا حقوق کی فراہمی کی گفتگو کی ہے۔ قرآن کریم اسیروں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن مؤمنین کی صفت یہ بتاتا ہے کہ وہ اللہ کی محبت میں یتیم، مسکین اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں[3]۔ سیرت طیبہ میں بھی اسیروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ عرب کے جنگوں کے غیر انسانی ماحول، مثلہ کرنے کی عادت اور کلیجہ تک چبا

جانے کی روایات والے ماحول میں وہ لوگ جب رسول اکرمؐ کے اصحاب بنے تو اسیر ان کے لیے سراپا رحمت ہو گئے۔ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت مصعب بن عمیر کے چھوٹے بھائی حضرت ابو عزیز عمیر گرفتار ہو کر آئے تو وہ قیدیوں کے ساتھ اصحابِ رسول کے سلوک پر حیران ہو گئے۔ اس وقت وہ مسلمان نہیں تھے مگر انہوں نے دیکھا کہ صحابہ خود کھجور کھا لیتے ہیں جبکہ کھانا یعنی روٹی (چونکہ ان دنوں تنگی کے حالات تھے اور کھانا اتنا وافر نہیں تھا۔) اپنے قیدی کو کھلاتے۔ اور یہ بات ان کو بعد میں معلوم ہوئی تھی کہ اس بات کی وصیت رسول اللہؐ نے فرمائی تھی[4]۔

پاکستان اور مختلف ممالک کے قوانین میں بھی قیدیوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی ہدایات ہیں۔ نیز اقوام متحدہ کے قوانین میں بھی اس بارے میں ہدایات دی گئی ہیں۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 29 نومبر 1985 کی ریزولیوشن نمبر 43/34 میں مجرموں سے انصاف کرنے اور طاقت کا ستعمال روکنے کے لیے بنیادی اصول طے کیے گئے۔ اسیر ان کے ساتھ عزت نفس، رحم اور خدا خوفی کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔ انہیں قانونی معاملات سے باخبر رکھا جائے۔ انہیں اپنی رائے عدالتوں تک پہنچانے کا حق دیا جائے۔ بلا معاوضہ قانونی رہنمائی فراہم کی جائے۔ انہیں اپنی پہچان کی حفاظت کا حق ہو۔ ان کو اپنے ساتھ تشدد، دہشت اور انتقام کی کاروائی کے خلاف تحفظ کا حق دیا جائے۔ ان کو اپنے معاملہ اور فیصلہ میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے۔ مدعی سے معافی لینے کا حق دیا جائے۔ اگر حکومتی معاملہ ہو تو حکومت سے معافی لینے کا حق دیا جائے۔ ان کو معاشرتی مدد لینے کا حق دیا جائے[5]۔ دیگر مذاہب کے برعکس اسلام میں مذہب کا دائرہ کار نہایت وسیع ہو جاتا ہے۔ یہ محض مذہبی رسوم کی ادائیگی نہیں رہ جاتا ہے جو کہ ہر مذہب کی علیحدہ ہیں، بلکہ جب اسلام کو نظامِ زندگی کہا جاتا ہے تو پھر یہ دین زندگی کے ہر معاملہ سے متعلق ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ صرف نیک اہلِ ایمان سے مخاطب نہیں کرتا بلکہ گناہ گار سے بھی بات کرتا ہے۔ لہٰذا قیدیوں کے دینی حقوق و دینی فرائض مساوی اہمیت رکھتے ہیں۔ جیل یا قید کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد

قیدی کی اصلاح اور اس کو معاشرہ کے لئے اور اس کی اپنی ذات اور خاندان کے لئے فعال اور مثبت فکر و رویے کا حامل انسان بنانا ہے۔ اسی وجہ سے آیتِ حرابہ[6] کی تفسیر میں امام قرطبی (م: 671ھ) نے لکھا کہ حضرت عمر نے اسلامی تاریخ میں پہلی بار جیل میں قید کیا اور قید کو مجرم کی توبہ کے ظاہر ہونے تک موقوف رکھا[7]۔ مزید یہ کہ سزا کے دوران بھی مذہب کی عملداری قائم رہتی ہے۔ اور ہر شخص نہ صرف اپنے مذہب پر عمل کرنے کے لیے ہر طرح کے جبر سے آزاد ہے[8]۔ بلکہ مذہب پر عمل کرنے سے روکنا جرم ہے[9]۔ مذہب پر عمل کرنا ہر انسان کے لیے بنیادی حق ہے لہٰذا یہ حق قیدی کا بھی ہے۔ قید کرنے والوں کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ قیدی کے لیے اس کے مذہب پر عمل کرنے کو ممکن بنائیں۔ یہ امر فقہانے قید کے ضوابط میں بیان کیا ہے[10]۔ فقہانے ہر اس عبادت کی ادائیگی کو آسان بنانے کی تلقین کی ہے جو قید کے مقصد کے منافی نہ ہو۔ اس ضمن میں انفرادی عبادات، نماز، روزہ، تلاوت قرآن و دیگر جن کے لیے باہر نکلنا لازم نہ آتا ہو، ذکر کیں ہیں۔ (دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے لیے اسی کے مماثل عبادات) کی ادائیگی کو ممکن بنانا ہو۔ وفدِ نجران کے عیسائیوں کو رسول اللہؐ نے مسجدِ نبوی میں اپنے طریقے پر عبادت کرنے کی اجازت دی[11]۔ فقہانے صراحتاً ذکر فرمایا ہے کہ قیدی کے لئے وضو و نماز کو ممکن بنایا جائے کیونکہ اس سے روکنا جائز نہیں[12]۔ امام ابویوسف نے قیدی کو سزا دینے کے لیے اس طرح کی سزا سے منع کیا جس میں وہ سیدھا کھڑا نہ ہو سکے یا نماز نہ پڑھ سکے سوائے خطرناک قیدی کے[13]۔ اس طرح کی وضاحتوں کے بعد جدید دور کے تشدد کے تمام طریقے ممنوع ہو جاتے ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں رائج ہیں۔

پاکستان میں اسیران کے لیے بنائے گئے جیل مینول کے مطابق تمام قیدیوں کو (قید تنہائی کے سزا یافتگان کے علاوہ) اجتماعی عبادات کی اجازت دی گئی ہے[14]۔ قیدیوں کے مذہبی معاملات میں کوئی مداخلت ممنوع قرار دی گئی ہے اور مذہبی عبادات کی ادائیگی کو ممکن بنانے کی ہدایت ہے۔ ماہِ رمضان میں سحری تازہ فراہم کرنے کی شق موجود ہے۔

نیز جمع یا عید کے خطبہ کے لیے واعظ باہر سے بھی بلایا جا سکتا ہے۔[15] ہر جیل میں مذہبی استاد (Religious Teacher) تعینات ہیں۔ مگر سروے کے مطابق کئی کئی سال رہنے والے حوالاتی اور قیدی محض کلمہ یا نماز کے علاوہ کچھ یاد نہیں کرتے۔ البتہ کچھ قیدی حفظِ قران پر نمایاں معافی ملنے کی وجہ سے حفظ کی کلاس میں بھی آ جاتے ہیں۔ مغربی اور عالمی معیارات بھی معاشرہ کے دیگر طبقات کی طرح اسیر ان کے آزادیٔ مذہب کے حق کو تسلیم کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ کے قیدیوں کے لیے بنائے گئے کم از کم ضروری معیار کے مطابق تمام مذاہب کے نمائندوں کو قیدیوں سے میل جول کے مواقع فراہم کرنے کی ہدایت ہے۔[16] UNSMR میں واضح کیا گیا ہے کہ قید کا مطلب فرد کی آزادانہ نقل و حرکت پر پابندی ہے، مذہب پر عمل کرنے پر پابندی نہیں ہے۔ لہٰذ ہر قیدی کو اپنے مذہب پر عمل کرنے، مذہبی کتب پڑھنے اور اپنا روایتی مذہبی مطابق لباس پہننے کی آزادی ہونی چاہئے۔ نیز مذہبی اجتماع کرنے اور مذہبی نمائندوں سے ملنے کے مواقع میسر ہونے چاہئں۔ جیل میں مذہب کی وجہ سے کسی دوسرے پر جبر نہیں ہونا چاہئے[17]۔ کسی قیدی کو اس کے نظریے کی رو سے منع کردہ چیزیں کھانے کے لیے نہیں دی جائیں گی۔ جیل میں اسیر ان کی اصلاح وتربیت کے لئے لائبریری موجود ہوتی ہے۔ اسلامی تاریخ میں جیل سے تعلیم و تدریس کی روایت موجود ہے۔ امام سرخسیؒ ایک کنویں میں قید کیے گئے تھے۔ وہاں سے انہوں نے لیکچر دیے طلبہ نے کنویں کے باہر سے تالیف کرکے مشہور فقہی کتاب "المبسوط" تیار کر دی۔ آئمہ کے ارباب سیاست سے اختلاف کرنے کے نتیجے میں ان کو قید کیا جاتا رہا ہے۔ UNSMR اور PPR (Pakistan prison rules) کے مطابق بھی جیل میں تعلیم و تبلیغ کی غرض سے جیل کے باہر سے علماکے آنے کی گنجائش ہے۔ اسیر ان کو بنیادی ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کو تمام قوانین میں اہمیت حاصل ہے۔ اس حوالہ سے یہ بھی ضروری ہے کہ قیدیوں کے

مذہبی جذبات کا احترام کیا جانا چاہیے۔ اُن کے مقدس یا مذہبی نظریات کی تحقیر نہ کی جائے۔ سب سے پہلے قرانِ کریم اس مذہبی رواداری کا سبق دیتا ہے[18]۔

قید خانے کے اخلاقی ضوابط میں بنیادی پہلو یہ ہے کہ مردوں، عورتوں اور بچوں کو علیحدہ علیحدہ جیلوں میں رکھا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے بنو قریظہ کے مردوں اور عورتوں وبچوں کو الگ الگ مقام پر رکھا[19]۔ اسی بنیاد پر فقہائے نے یہ اصول طے کر دیا ہے کہ عورتوں، مردوں اور بچوں کے قید خانے علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔ اسی طرح اگر مقام قید میں کسی طرح کے فتنہ کا اندیشہ ہو تو قید خانہ کی بجائے کسی اور مقام پر بھی بند کیا جا سکتا ہے[20]۔ زیر حراست عورتوں یا بچوں کو مجرم عورتوں یا بچوں سے الگ رکھنا چاہئے۔ خواتین کے لیے ملازمین بھی خواتین ہونی چاہیں[21]۔ جبکہ باہر کے لیے مرد محافظ ہو سکتے ہیں۔ جیل مینول کچھ قواعد 280 تا 304 کمسن خطاکاروں سے متعلق ہیں۔ پندرہ سال سے کم عمر قیدی کو بورسٹل سکول یا بورسٹل جیل بھیجا جاتا ہے۔ پہلی بار کوئی جرم کرنے والے بچے یا کسی معذوری یا ذہنی انتشار کے حامل دس سال سے کم عمر لڑکوں کو بورسٹل سکول بھیجا جاتا ہے[22]۔ زیر حراست رکھے گئے افراد کے لیے اسلام کی رو سے تعلیم کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے کیونکہ قید کا غالب مقصد مجرم کی اصلاح و تادیب ہے۔ بعض خاص حالات یا خطرناک جرائم کو چھوڑ کر اسلامی تاریخ میں قیدیوں کی تعلیم کی روایت ملتی ہے[23]۔ ثمامہ بن اثال کو مسجد نبوی میں پابند رکھا گیا تاکہ وہ مسلمانوں کی معاشرت کا مشاہدہ کر سکیں۔ کتب تاریخ اور کتب فقہ میں اسیر ان کی تعلیم کے انتظامات کے بارے میں کثرت سے مذکور ہے[24]۔ فقہانے اہل خانہ کی ملاقات کی حوصلہ افزائی کی ہے کہ یہ لوگ قیدی کو معاملے کی اصلاح کی طرف بھی راغب کریں گے[25]۔ فقہانے مرتد کی قید کا مقصد یہ بتایا ہے کہ اس کو توبہ کی طرف مائل کیا جائے[26]۔ تعلیم و اصلاح کی غرض سے فقہائے نے کہا کہ اگر عورت کے لیے علیحدہ قید خانہ موجود نہ ہو تو اس کو کسی امینہ عورت کے پاس محبوس رکھا جائے۔ تاکہ وہ عورت اس کی تربیت کر سکے۔ علمانے علم و

تعلیم کے ذریعے ہی اپنی قید کو آسان بنایا۔ خلیفہ مہدی کے زمانے میں ابراہیم موصلی کو قید کیا گیا۔ رہائی کے وقت اس نے کہا کہ مطالعہ اور کتابت نے قید کو آسان کر دیا۔ امام ابن تیمیہ (652-590ھ) کو دمشق کے قلعہ میں قید کیا گیا تو ان کو وہاں پر قلم دوات اور کاغذ فراہم کیا جاتا تھا۔ چنانچہ قید کے دوران انہوں نے کئی کتب تصنیف کیں[27]۔ تعلیم کے حصول کی اہمیت اس سے واضح ہے کہ رسول اللہ نے غزوہ بدر کے قیدیوں کی رہائی کے لیے ان کے فدیہ کے طور پر دس دس افراد کی تعلیم کو قبول کیا۔ حضرت زید بن ثابت کی تعلیم بھی اسی عمل کا حصہ ہے[28]۔ لہٰذا اسلامی تعلیمات کے مطابق جیلوں میں زندگی کے مختلف شعبوں کے متعلق تعلیم دی جائے۔ نیز مختلف فنون سکھائے جائیں تاکہ رہائی کے بعد روزگار کا انتظام بھی ہو سکے فقہاً کی رائے میں تعلیم حاصل نہ کرنے والے کو سزا دی جائے[29]۔ کمسن افراد کے لیے یہ ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے[30]۔ مشاہدہ میں آیا ہے کہ بین الاقوامی اور پاکستانی قوانین میں قیدیوں کے جو حقوق درج ہیں، عملی طور پر جیلوں میں ان قوانین کا اطلاق نہیں ہوتا۔ زیر بحث مقالہ ایک سروے رپورٹ پر مبنی ہے۔ جس میں جنوبی پنجاب کی چھ جیلوں میں تعلیمی و مذہبی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس سروے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ کیا اسیران عملاً ان اصولوں کے مطابق رہائش پذیر ہیں جو بین الاقوامی، پاکستانی اور اسلامی قوانین میں قیدیوں کے لئے طے کئے گئے ہیں؟ کیا قیدی بین الاقوامی انسانی حقوق اور پاکستانی قانون میں دیے گئے حقوق سے مستفید ہو رہے ہیں؟ لہٰذا ایک سوالنامہ ترتیب دیا گیا۔ اسیران کے علاوہ جیل سٹاف سے بھی انٹرویو کیے گئے ہیں۔ تاکہ دونوں کے جوابات کا تقابلی مطالعہ کیا جا سکے۔ نیز جیلوں میں موجود صورتحال کا اسلامی و پاکستانی قانون کی روشنی میں بھی جائزہ لیا جا سکے۔ سروے کے لئے جنوبی پنجاب کی جیلوں کا انتخاب کیا گیا۔ سابق ڈی-آئی-جی ملتان ریجن جناب رانا عبد الرؤف سے جنوبی پنجاب کی جیلوں کے سروے کی اجازت حاصل کی۔ انہوں نے چھ جیلوں کے سروے کی اجازت دی اور سروے کے دورانیے کے

طور پر صرف چھ ماہ کا عرصہ (2013-01-02) سے (2013-07-31) مقرر کیا۔ اس چھ ماہ کے عرصے میں جن جیلوں کا سروے کیا گیا، ان میں سنٹرل جیل ملتان، ڈسٹرکٹ جیل ملتان، وومن جیل ملتان، سنٹرل جیل ڈی.جی خان، سنٹرل جیل بہاولپور اور بورسٹل جیل بہاولپور شامل ہیں۔

سروے: اس سروے کے لئے ستاون سوالات ترتیب دئے گئے جن کے جوابات اسیران اور جیل کے عملہ سے مطلوب تھے۔ زیادہ تر سوالات جو اسیران اور جیل کے عملہ سے کئے گئے وہ ایک ہی تھے تاہم کچھ سوالات صرف اسیران کے لئے اور کچھ سوالات صرف جیل سٹاف کے لئے تھے۔ اس سروے کے لئے sampling کو Qualitative طرز پر رکھا گیا۔ لہٰذا ہر جیل میں سے دس جیل سٹاف کے افراد اور دس اسیران سے سروے کیا گیا۔ تاہم یہ کوشش کی گئی کہ اسیران اور اسی طرح سٹاف میں سے ہر درجہ کے افراد کو شامل کیا جائے۔ اس مقصد کی غرض سے ہر جیل کے سپرنٹنڈنٹ سے لے کر نچلے درجے تک سب کو اس سروے میں شامل کیا گیا۔ کوشش کی گئی کہ ہر جیل کے ریلیجئس آفیسر اور ڈاکٹر سے سروے کا فارم پر کرایا جائے۔ مگر جیل کے ڈاکٹر کے حوالے سے کامیابی نہ ہو سکی۔ اسیران میں سے یہ ممکن بنایا گیا کہ سزائے موت کے اسیران سے بھی سوالنامہ پر کرایا جائے ۔کیونکہ ان تک محقق کی رسائی سوائے سینٹرل جیل ملتان کے دیگر تمام جیلوں میں نہیں ہو سکی۔ لہٰذا ان سے سروے کا فارم عملہ کے تعاون سے پُر ہو کر محقق تک پہنچا۔ جبکہ باقی تمام اسیران سے محقق نے بذات خود رائے لی ہے۔ تاہم اس بات کو ممکن بنایا گیا کہ survey population میں ہر قسم کے اسیران کو شامل کیا جائے۔ لہٰذا ان میں انڈر ٹرائل پریزنرز، سزا یافتہ قیدی، قید بامشقت کے اسیران اور سزائے موت کے قیدی شامل تھے۔

اس حوالے سے سوالنامہ میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ ایسی زبان یا اصطلاحات استعمال نہ کی جائیں جنھیں غیر تعلیم یافتہ اسیران سمجھنے سے قاصر ہوں۔ سروے کے بعد قیدیوں کو میسر حقوق کے تقابلی جائزہ میں مختلف

جیلوں میں قیدیوں کے حقوق کی صورتحال کا آپس میں تقابل کیا گیا ہے۔ جس میں یہ دیکھا گیا ہے کہ کس جیل میں کون سے حقوق بہتر طور پر میسر ہیں اور کون سے حقوق کم تر حاصل ہیں۔

1 اسیران (قیدیوں، حوالاتیوں) کی اپنے حقوق و فرائض سے آگاہی

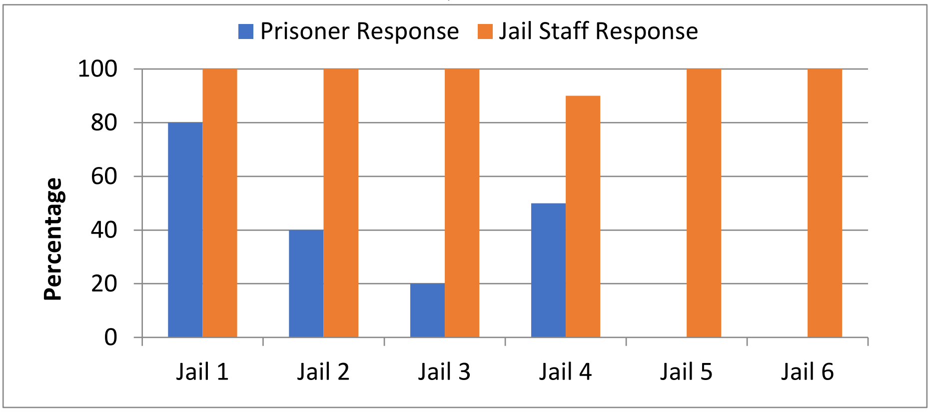

اسیران کا بنیادی حق ہے کہ انہیں انکے حقوق و فرائض سے آگاہ کیا جائے۔ 1.7% اسیران نے حقوق و فرائض سے آگاہی کا اظہار کیا۔ جبکہ 68.3% نے انکار کیا۔ پولیس عملہ میں سے 98.3% نے اسیران کو ان کے حقوق و فرائض سے آگاہی فراہم کرنے کا دعویٰ کیا۔ جبکہ صرف 1.7% نے نفی کی۔ مثبت ترین جواب سینٹرل جیل ملتان سے 100% موصول ہوا۔ جب کہ سب زیادہ ناواقفیت سینٹرل جیل بہاولپور اور بورسٹل جیل بہاولپور سے معلوم ہوئی۔ دونوں جیلوں کے 100% اسیران نے حقوق و فرائض سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ جبکہ 100% پولیس افسران واہلکاران نے آگاہی فراہم کرنے کا دعویٰ کیا۔ ڈی جی خان جیل کے 10% عملہ نے تائید کی۔

2۔ اسیران کی پاکستان پریزن رولز سے متعلق آگاہی

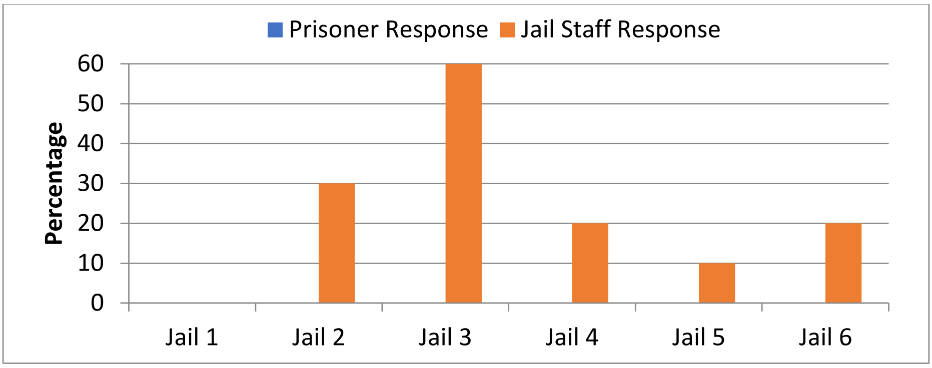

100٪ اسیران نے رولز سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ جبکہ 23.3٪ عملہ نے اسیران کی PPR سے واقفیت مہیا کرنے کا دعویٰ کیا۔ 76.7٪ عملہ نے بھی اسیران کی رائے کی تائید کی کہ جیل میں PPR کی کاپی نہیں دی جاتی۔ یا جیل میں نمایاں مقام پر اس کے متعلقہ حصے آویزان بھی نہیں کیے جاتے۔

3 اسیران کی راہنمائی کے لیے موجود ذرائع

(ا) ریلیجئس آفیسر، رسمی تعلیم کے اساتذہ کی تعیناتی

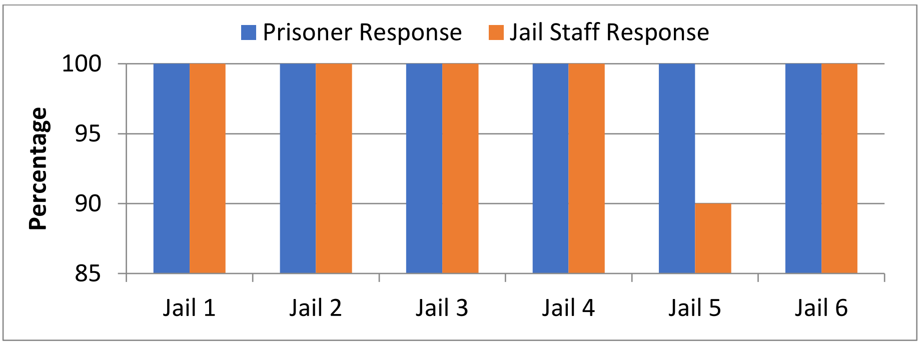

٪100 اسیر ان کی رائے میں جیل میں ان کی راہنمائی کے لئے ریلیجئس آفیسر موجود ہوتا ہے۔ قیدیوں میں سے بھی بطور مشقت پڑھے لکھے قیدیوں کو رسمی تعلیم کے اساتذہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ جیل عملہ میں سے ٪98.3 نے ریلیجئس آفیسر اور رسمی تعلیم کے اساتذہ موجودگی کی رائے دی۔ تاہم سینٹرل جیل بہاولپور کے عملہ سے ٪10 کا جواب نفی میں رہا۔ رسمی تعلیم کے اساتذہ اور مذہبی نمائندہ ہر جیل میں لازماً موجود ہوتا ہے۔ عملہ کی طرف سے اس کی نفی کے جواب سے اہلکار کی سوالنامہ کی سمجھ بوجھ میں کمی کو ظاہر کر رہا ہے۔

(ب) جیل حکام کے لیکچر

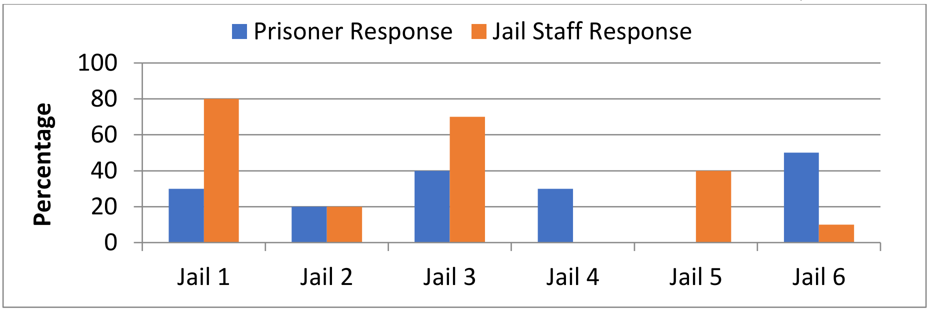

اسیر ان کی راہنمائی کے لئے جیل انتظامیہ کی طرف سے آگاہی فراہم کرنے کے حوالے سے جوابات مختلف رہے۔ ٪28.3 اسیر ان نے اس بات کا مثبت جواب دیا۔ جبکہ ٪71.7 نے اس ذریعے سے راہنمائی حاصل ہونے سے انکار کیا۔ ٪36.7 عملہ نے راہنمائی فراہم کرنے کے متعلق بتایا۔ زنانہ جیل ملتان کا رسپانس سب سے زیادہ رہا۔ وہاں کے ٪40 اسیر ان کی رائے مثبت تھی۔ سینٹرل جیل بہاولپور کے ٪100 قیدیوں نے منفی جواب دیا۔ جبکہ عملہ میں سے ڈی.جی.خان جیل کے ٪100 جبکہ سینٹرل جیل ملتان کے ٪20 عملہ نے جیل حکام کے لیکچرز کا انکار کیا۔

4۔ اسیر ان کے لئے لائبریری کی سہولت

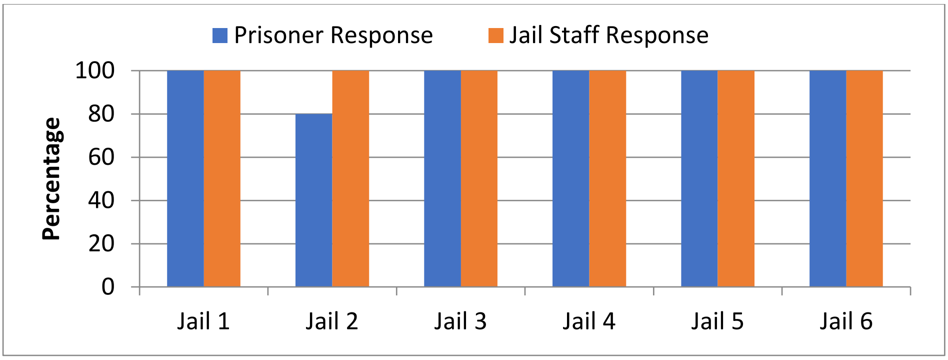

تمام جیلوں میں اسیران کی تعلیم و تربیت لائبریریاں موجود ہیں۔ %96.7 اسیران نے لائبریری کے حوالے سے مثبت جواب دیا۔ جبکہ %100 عملہ نے مثبت جواب دیا۔ تاہم ڈی جی خان جیل کے %20 اسیران نے اس بات سے اتفاق نہیں کیا۔ ڈی جی خان اور بہاولپور جیل کے زنانہ وارڈ کے لئے لائبریری کی سہولت میسر نہیں ہے۔

5۔ لائبریری میں کتب کی دستیابی

(ا) مذہبی کتب

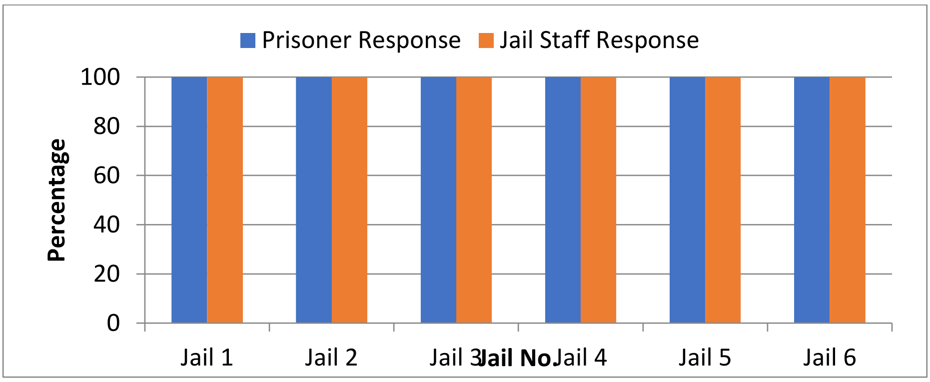

تمام جیلوں میں اسیران اور عملہ اس بات پر متفق ہیں کہ لائبریری میں مذہبی موضوعات پر کتب موجود ہیں۔

(ب) نصابی کتب

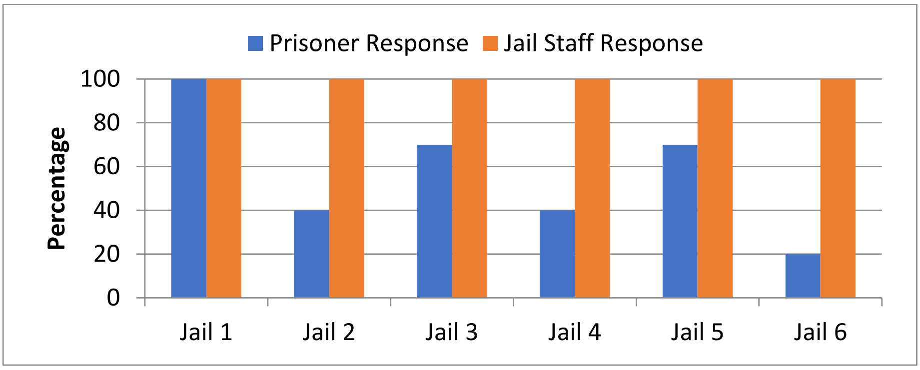

56.7% اسیران اس بات سے متفق ہیں کہ جیلوں کی لائبریریوں میں نصاب سے متعلقہ کتب موجود ہیں۔ جبکہ تمام جیلوں کا عملہ اس بات سے اتفاق کرتا ہے کہ جیل کی لائبریری میں نصابی کتب موجود ہیں۔ اس حوالے سے سینٹرل جیل ملتان کے اسیران کا مثبت جواب سب سے زیادہ رہا۔ اس جیل کے 100% اسیران نے نصابی کتب کی لائبریری میں موجودگی کا اظہار کیا۔ جبکہ سب سے کم مثبت جواب بورسٹل جیل بہاولپور سے موصول ہوا۔ اس جیل کے صرف 20% اسیران نے لائبریری میں نصابی کتب کے موجود ہونے کے بارے میں بتایا۔ اس بارے میں اسیران کے جواب میں تضاد ہے۔ 100% اسیران اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ جیل میں لائبریری موجود ہے اور باقاعدہ سکول لگتا ہے۔ تحصیل علم کا دورانیہ اسیران کے نابالغ ہونے کی وجہ سے دیگر تمام جیلوں سے زیادہ ہے۔ لہٰذا منطقی نتیجہ ہے کہ لائبریری میں نصابی کتب موجود ہیں مگر ان کا اس سوال کا جواب اس کے برعکس ہے۔

(ج) فنی کتب

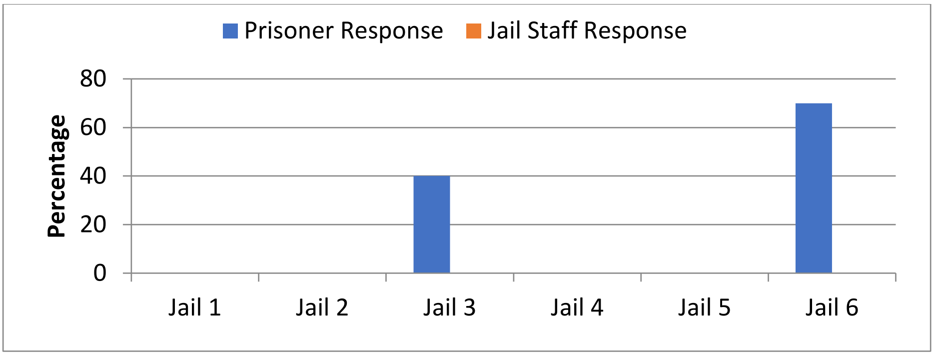

تمام جیلوں کا عملہ اور %81.7 اسیر ان متفق ہیں کہ جیل لائبریری میں فنی نوعیت کی کتب نہیں ہیں۔ کل قیدیوں میں سے % 18.3 اسیر ان نے جو کہ بورسٹل جیل کے % 70 ہیں؛ نے لائبریری میں فنی نوعیت کی کتب کی بھی موجودگی کا اظہار کیا ہے۔ تاہم انہوں نے جیل کی لائبریری میں نصابی کتب کی موجودگی سے انکار کیا ہے۔ جو کہ ہر جیل میں موجود ہوتی ہیں اور فنی نوعیت کی کتب کی موجودگی کے بارے میں مثبت رائے دی ہے۔ حالآنکہ تمام جیلوں کے جائزے سے یہ واضح ہے کہ جیلوں میں فنی نوعیت کی کتب موجود نہیں ہیں۔

(د) ادبی کتب

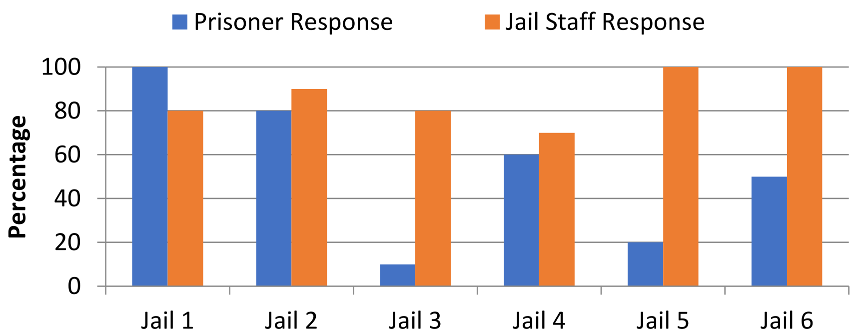

86.7٪ عملہ کی جبکہ 53.3٪ اسیران کی رائے میں جیل کی لائبریری میں ادبی نوعیت کی کتب موجود ہیں۔ زنانہ جیل ملتان کے 90٪ اسیران نے نفی میں جواب دیا۔ جبکہ پولیس عملہ میں سے ڈی جی خان جیل کے عملہ کی رائے نفی میں ہے۔ اس جیل کے 30٪ عملہ نے نفی میں جواب دیا۔ اسیران اور سٹاف کے جوابات مختلف ہیں۔ تاہم جیل کے عملہ سے معلوم ہوا کہ عمومی طور پر اسیران لائبریری میں وقت نہیں گزارتے۔ اس کی ایک ظاہر وجہ یہ بھی ہے کہ اسیران کی اکثریت ناخواندہ ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کو اس بات سے درست آگاہی نہیں ہے کہ لائبریری میں کس قسم کی کتب موجود ہیں۔ نیز خواندہ افراد بھی زیادہ تر لائبریری کی کتب سے استفادہ نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ جو قلیل تعداد مطالعہ کتب سے متعلق ہے اس کو بھی کتب لائبریری سے باہر لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ لہٰذا لائبریری سے زیادہ استفادہ نہیں کیا جاتا۔

6۔ اسیران کو مطالعہ کے لئے کتب کی فراہمی

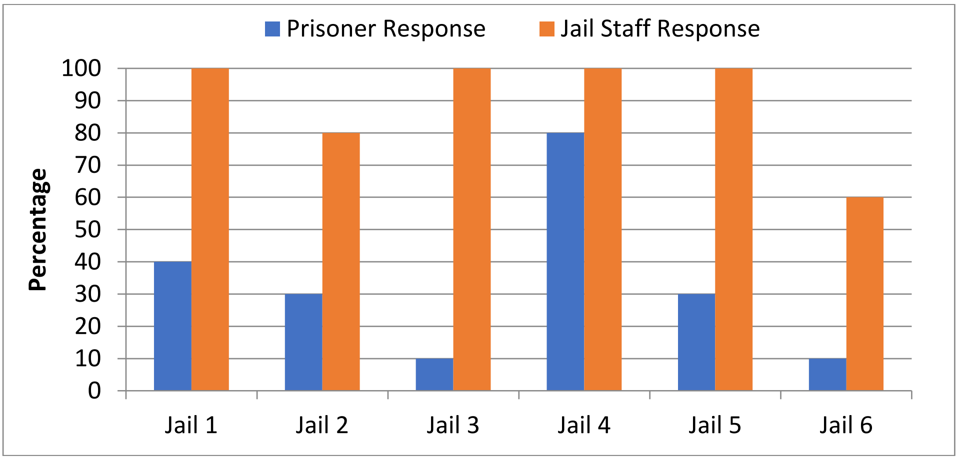

33.3٪ اسیران نے ان کتب تک رسائی کے حوالے سے مثبت جواب دیا۔ جبکہ عملہ میں سے 81.7٪ کے مطابق اسیران کو ان کتب تک رسائی حاصل ہے۔ اسیران بوجوہ کتب سے استفادہ نہیں کرتے۔ اسیران میں سے سب سے زیادہ منفی جواب زنانہ جیل ملتان اور بورسٹل جیل بہاولپور کے اسیران نے دیا۔ انکے 90٪ اسیران نے نفی میں جواب دیا۔ جبکہ عملہ سے سب سے زیادہ منفی جواب بورسٹل جیل بہاولپور کا تھا۔

(نوٹ) اسیران کو کتب کی فراہمی کی صورت یہ ہے کہ وہ لاک اپ کھلنے سے لاکپ بند ہونے کے دوران فرصت کے وقت لائبریری میں بیٹھ کے کتب کا مطالعہ کرسکتے ہیں۔ بیرک میں نہیں لے جاسکتے۔

7۔ مطالعہ کتب سے اسیران کے کردار میں تبدیلی

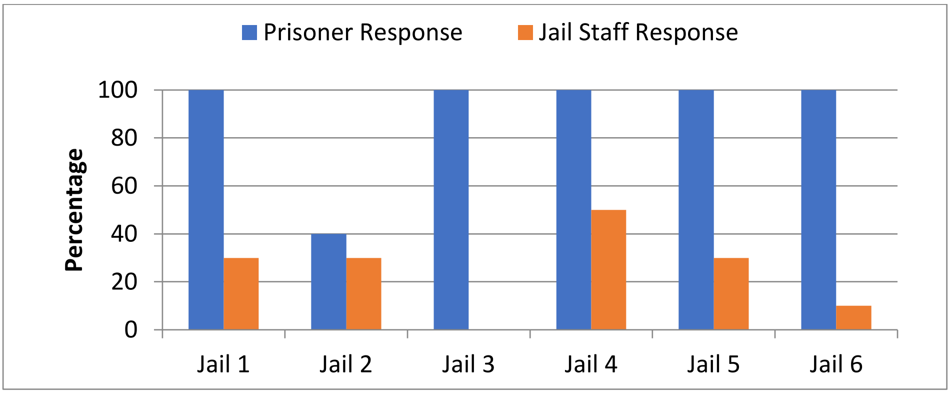

54٪ اسیران کا خیال ہے کہ لائبریری کی کتب کے مطالعہ سے اسیران کے کردار میں تبدیلی آتی ہے۔ جبکہ پولیس عملہ میں سے یہ خیال صرف 25٪ کا ہے۔ ڈسٹرکٹ جیل ملتان کے 60٪ اسیران کا خیال ہے کہ مطالعہ کتب سے کوئی خاص تبدیلی نہیں آتی۔ زنانہ جیل ملتان کے سٹاف کے مطابق کوئی تبدیلی نہیں آتی۔

8۔ اسیران کو حاصل شدہ مذہبی حقوق (ا) ناظرہ قران پاک کی تعلیم

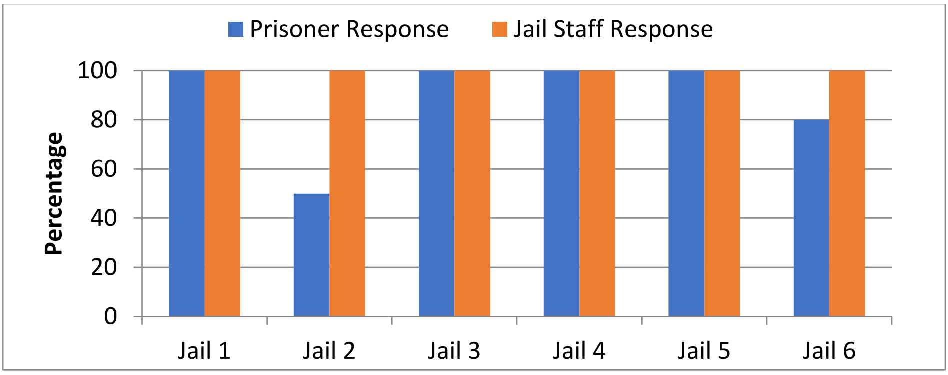

100٪ عملہ اور 88.3٪ اسیران کی رائے میں تمام جیلوں میں اسیران کو ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم دینے کا انتظام ہے۔ ہر جیل میں ایک ریلیجئس آفیسر تعینات ہے۔ کم ترین مثبت جواب ڈسٹرکٹ جیل ملتان کے اسیران کا رہا۔ 50٪ اسیران نے ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم کے بارے میں بتایا۔ (ناظرہ کلاس میں شمولیت کو لازمی کرنے کے باوجود بعض اسیران کئی کئی مہینوں میں صرف قاعدہ پڑھ سکنے کی صلاحیت سے بھی محروم تھے۔

(ب) ترجمہ قرآن

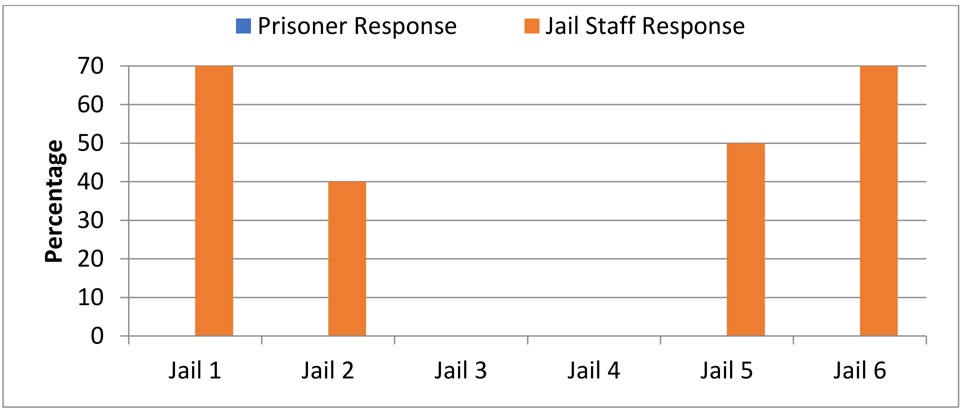

100٪ اسیران جبکہ 61.7٪ کے مطابق جیلوں میں اسیران کے لئے ترجمہ قرآن مجید کی تعلیم کی سہولت میسر نہیں ہے۔ ڈیرہ غازی خان جیل اور بورسٹل جیل بہاولپور کے 100٪ عملہ نے اس سے اتفاق کیا۔ جبکہ دیگر جیلوں کے عملہ نے مثبت و منفی موقف اختیار کیے۔

(ج) بنیادی مذہبی تعلیم

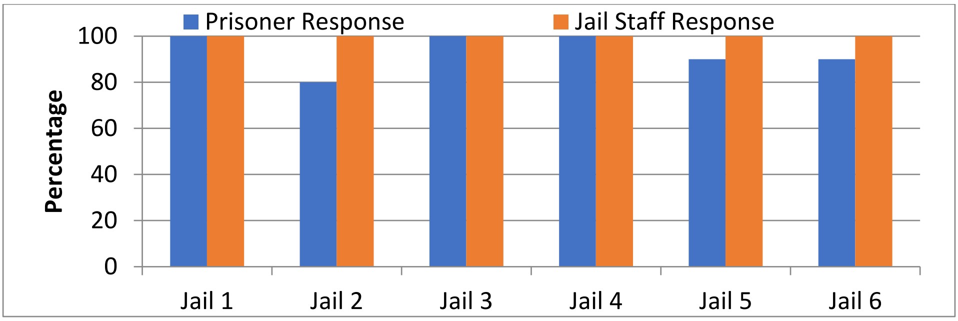

100٪ عملہ جبکہ 93.3٪ اسیران کی رائے میں تمام جیلوں میں اسیران کو بنیادی مذہبی تعلیم دینے کا انتظام ہے۔ ڈسٹرکٹ جیل ملتان، سینٹرل اور بورسٹل جیل بہاولپور کے اسیران کا جواب 80٪ اور 90٪ رہا۔

(د) مذہبی تہوار منانا

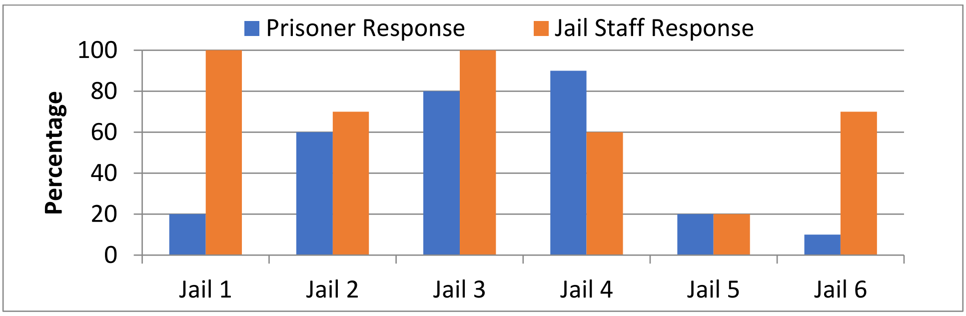

46.7٪ اسیران کا خیال ہے کہ قید میں مذہبی تہواروں کے منانے کے مواقع میسر ہیں۔ جبکہ عملہ میں سے 70٪ کے خیال میں اسیران کو مذہبی تہواروں کے منانے کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔ ڈی جی خان جیل کے 90٪

اسیر ان سب سے زیادہ مطمئن جبکہ سب سے کم مطمئن بورسٹل جیل کے اسیر ان پائے گئے۔ ان کی رائے صرف 10٪ رہی۔ عملہ میں سے سینٹرل جیل ملتان اور زنانہ جیل ملتان کے 100٪ عملہ کا یہ خیال مثبت تھا۔ جبکہ سب سے کم 20٪ مثبت رائے سینٹرل جیل بہاولپور کی رہی۔

9۔ (صرف اسیر ان کے لئے) اسیر ان کے ذاتی سامان میں قران پاک کا نسخہ اور جائے نماز کی موجودگی

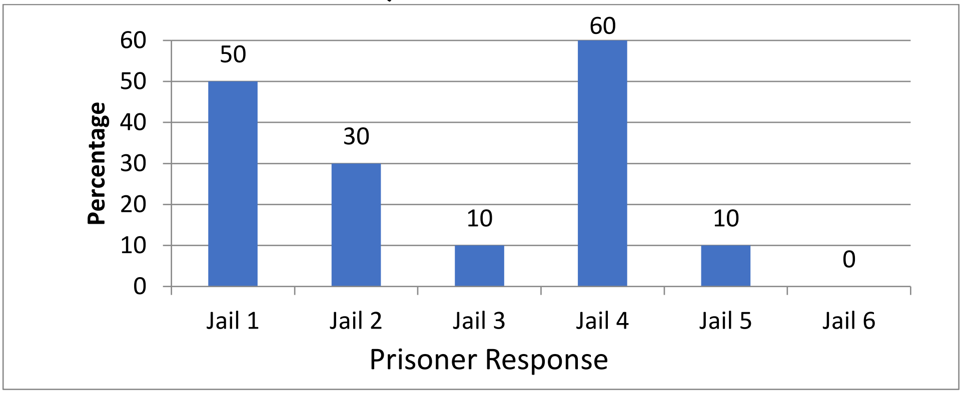

صرف 26.7٪ اسیر ان کے پاس ذاتی سامان میں جائے نماز اور قرآن مجید کا نسخہ وغیرہ موجود ہیں۔ جبکہ 73.3٪ اسیر ان نے اس سے انکار کیا۔ بورسٹل جیل بہاولپور میں 0٪ اسیر ان نے اس بات کا اظہار کیا کہ ان کے پاس یہ سب موجود ہے۔ جبکہ تربیت اور اصلاح کی سب سے زیادہ ضرورت اسی جیل میں ہے۔ نیز سب سے زیادہ مثبت رائے ڈی جی خان جیل سے معلوم ہوئی اس جیل کے 60٪ اسیر ان نے اس بات کا اظہار کیا۔

10۔ جیل میں باجماعت نمازوں کی ادائیگی

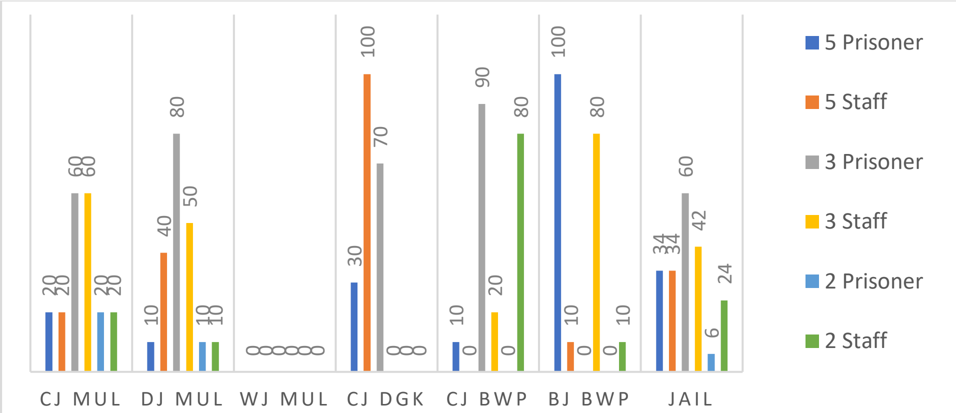

6٪اسیران 24٪سٹاف کے خیال میں دو جبکہ 60٪اسیران کی رائے میں جیل میں تین نمازیں باجماعت ادا کی جاتی ہیں۔جب کہ پولیس عملہ میں سے یہ رائے 42٪ ممبران کی ہے۔نیز 34٪اسیران نے کہا کہ جیل میں پانچ نمازیں با جماعت ادا کی جاتی ہیں اور پانچ نمازوں کے حوالے سے پولیس عملہ کی رائے کا میزان بھی اسیران کے برابر ہے۔ تاہم بورسٹل جیل بہاولپور کے اسیران نے 100٪ پانچ نمازوں کے بارے میں بتایا۔جبکہ عملہ میں سے ڈی جی خان جیل کے عملہ نے پانچ نمازوں کے بارے میں 100٪ رائے دی۔سینٹرل جیل بہاولپور اور ڈسٹرکٹ جیل ملتان کے اسیران میں سے پانچ نمازوں کے بارے میں صرف 10٪ اسیران نے رائے دی ہے اور سینٹرل جیل ملتان کے عملہ کی رائے 0٪اور تین نمازوں کے بارے میں سینٹرل جیل بہاولپور کے اسیران نے 90٪رائے دی۔جبکہ ڈی جی خان جیل کے عملہ نے 0٪رائے دی۔

11۔اسیران کی نصابی یا پیشہ ورانہ تعلیم (ا) بورڈ یا یونیورسٹی کے تحت امتحان

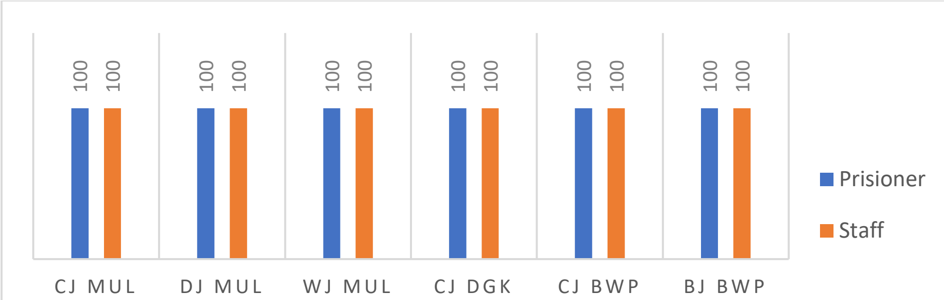

تمام اسیران اور عملہ اس بات سے متفق ہیں کہ اگر اسیران چاہیں تو وہ دورانِ اسیری بورڈ یا یونیورسٹی کے تحت امتحان دے کر اپنی قابلیت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

(ب) کمپیوٹر کی تعلیم

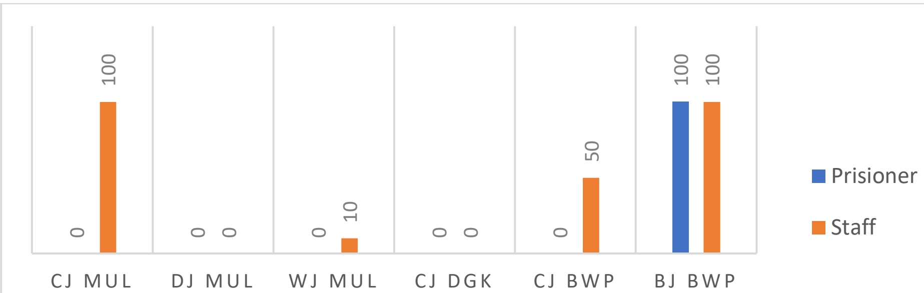

16.7 ٪ اسیران کے خیال میں جیل میں کمپیوٹر کی تعلیم کا انتظام ہے۔ جبکہ پولیس عملہ میں سے 56.7٪ کی رائے ہے۔ صرف بورسٹل جیل بہاولپور کے تمام اسیران نے مثبت جواب دیا ہے۔ جبکہ باقی تمام اسیران نے اس رائے کی منفی ہے۔ اسکے برعکس سینٹرل جیل ملتان اور بورسٹل جیل بہاولپور کے تمام عملہ نے اس رائے سے اتفاق کیا ہے تاہم کم از کم تعداد سینٹرل جیل ڈی جی خان کی رہی۔ تمام عملہ نے منفی رائے دی۔

(ج) فنی تعلیم

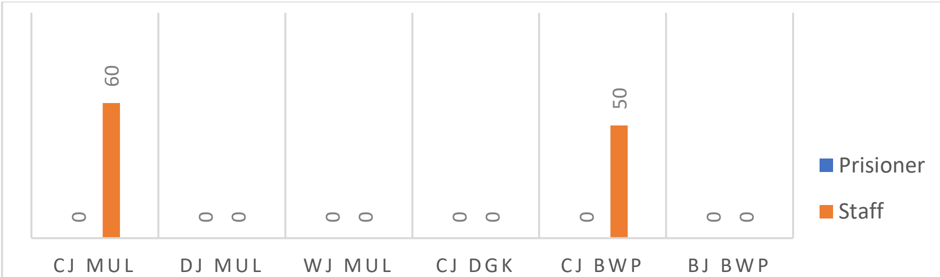

تمام جیلوں کے تمام اسیران متفق ہیں کہ جیل میں فنی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ جبکہ عملہ میں سے 18.3٪ عملہ کا خیال ہے کہ جیل میں فنی تعلیم کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے سب سے زیادہ رائے سینٹرل جیل ملتان کے عملہ نے دی۔ اس جیل کے 60٪ عملہ نے اس رائے کا مثبت جواب دیا۔ جبکہ اس حوالے سے سب سے کم مثبت اظہار بورسٹل جیل، ڈسٹرکٹ جیل ملتان، زنانہ جیل ملتان اور سینٹرل جیل بہاولپور کا رہا۔ ان تمام جیلوں کے تمام عملہ نے فنی تعلیم سے انکار کیا ہے۔ (سینٹرل جیل ملتان کے سپرنٹنڈنٹ صاحب نے کئی پراجیکٹس کے بارے میں معلومات دیں۔ جن کے ذریعے اسیران کو مختلف طرح کی فنی تعلیم دئے جانے کے منصوبوں کے معاہدات جاری تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے (NGOs) کے تعاون کے بارے میں بھی بتایا۔)

تجزیہ: اسیران کے حقوق و فرائض کے حوالے سے اسیران اور جیل عملے کی سروے رپورٹس کے تجزیے سے یہ رائے اخذ کی جاسکتی ہے کہ: اسیران کو ان کے حقوق سے مطلع کئے جانے سے متعلق اسیران اور جیل عملے کی رائے میں واضح فرق پایا گیا۔ اسیران کی واضح اکثریت حقوق و فرائض سے مطلع کئے جانے سے لاعلمی کا اظہار کرتی ہے۔ جبکہ تقریباً تمام جیل عملہ انہیں حقوق و فرائض سے مطلع کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس حوالے سے تمام اسیران نے پاکستان پریزن رولز سے ناواقفیت کا اظہار کیا۔ اسی طرح جیل کا عملہ اپنے فرائض ادا کرنے کا دعویٰ دار ہے۔ جب کہ اسیران کو وہ صحیح معنوں میں کوئی آگاہی نہیں دیتے۔ بلکہ دفتری کاروائی کے لیے سطحی نوعیت کی رپورٹس

تیار کر کے دے دیتے ہیں۔ تمام جیلوں میں اسیر ان کو مذہبی حقوق حاصل ہیں۔ ناظرہ قران کریم کی تعلیم کے حوالے سے زیادہ تر اسیر ان اور جیل کا عملہ متفق ہیں۔ تاہم ترجمہ قرآن کے حوالے سے اسیر ان نے بالکل لاعلمی کا اظہار کیا، جبکہ انتظامیہ میں سے نصف تعداد نے ترجمہ ءِ قرآن سے واقفیت فراہم کرنے کا اظہار کیا۔ تمام اسیر ان نے بنیادی مذہبی تعلیم کی سہولت میسر ہونے کا اعتراف کیا، جبکہ انتظامیہ میں سے قلیل مقدار نے اس کے برعکس بھی رائے دی۔ اگرچہ ریلیجئس افیسر ہر جیل میں موجود ہے اور وہ بنیادی مذہبی تعلیم فراہم کرتا ہے۔ رئیلیجئس آفیسر جیل کی انتظامیہ کا مستقل حصہ ہوتا ہے لہٰذا یہاں جیل عملہ میں سے کچھ لوگوں کی مختلف رائے ان کی سوالنامے سے عدمِ دلچسپی کو ظاہر کرتی ہے۔ اصلاحی درس یا لیکچر میں شمولیت کے بارے میں اسیر ان کی رائے عملے کی رائے کا نصف ہے۔ اس سلسلے میں یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ جیل سٹاف نے زیادہ اچھی کارکردگی ظاہر کرنے کی کوشش کی ۔یہی صورتِ حال مذہبی تہوار منانے کے بارے میں بھی ہے۔ جیل عملہ نے اسیر ان کو زیادہ سہولیات فراہم کرنے کا اظہار کیا ہے، جبکہ اسیر ان کی رائے اس کے برعکس ہے۔ تاہم اسیر ان کی مذہبی معاملات سے عدمِ دلچسپی اس بات ظاہر ہوتی ہے کہ صرف سولہ ٪ اسیر ان کے ذاتی استعمال کے سامان میں قرآن کریم کا نسخہ اور جائے نماز موجود ہے۔ عملہ کی طرف سے مذہبی معاملات کی طرف توجہ اس بات سے ظاہر ہے کہ جیل میں تین نمازیں مرد اسیر ان باجماعت مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ جبکہ باقی دو نمازوں کے اوقات لاک اپ کے دوران میں ہوتے ہیں، تاہم عملے کے بیان کے مطابق اسیر ان کو یہ دو نمازیں بھی باجماعت ادا کرنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ اس سب کے باوجود اسیر ان کے کردار اور رویہ میں مذہبی تعلیمات کا بہت کم اثر دیکھنے میں آیا ہے۔ تعلیم و تربیت کے لئے رئیلیجئس آفیسر ہر جیل میں تعینات کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اسیر ان میں سے تعلیم یافتہ افراد کو دیگر اسیر ان کی تعلیم کے رسمی تعلیم کے اساتذہ کے طور پر مقرر کیا جاتا ہے۔ نیز اس کام کو ان کی باقاعدہ مشقت تسلیم کیا جاتا

ہے۔اس کے علاوہ جیل حکام کی طرف سے وقتاً فوقتاً اصلاحی لیکچرز کا انتظام کیا جاتا ہے۔اس پہلو پر اسیر ان اور جیل عملہ کی رائے میں اختلاف ہے۔زیادہ تر اسیر ان نے اس ذریعہ سے راہنمائی میسر آنے سے انکار کیا ہے۔ جبکہ جیل عملہ نے اس ذریعہ سے راہنمائی فراہم کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

تمام جیلوں میں اسیر ان کے استفادہ کے لئے لائبریری موجود ہے۔ جس میں مذہبی، نصابی، ادبی اور تاریخی نوعیت کی کتب موجود ہیں۔ مگر عملاً اسیر ان کی طرف سے جیل کی لائبریری سے استفادہ انتہائی کم کیا جارہا ہے۔اس کی جو وجوہات سامنے آئی ہیں ان میں سے ایک بڑی وجہ زیادہ تر اسیر ان کا ناخواندہ ہونا ہے۔ایک دوسری وجہ اسیر ان کی مطالعہ سے عمومی عدمِ دلچسپی ہے۔ ایک اور اہم وجہ یہ ہے کہ تمام جیلوں میں انڈر ٹرائل اسیر ان کی ایک بڑی تعداد موجود ہوتی ہے۔ جن کے معاملات کے فیصلے ہونے میں کئی سال لگ جاتے ہیں، مگر اسیر ان فوری رہائی کی امید میں اپنے جیل میں قیام کے دورانیہ کو مفید سرگرمیوں میں صرف نہیں کرتے۔ اس بات کا اظہار ریلیجئس آفیسر نے بھی کیا ہے کہ اسیر ان بالکل توجہ نہیں دیتے۔ نیز سروے کے دوران بھی یہ بات معلوم ہوئی کہ کئی کئی ماہ اور کئی کئی سال رہنے والے کچھ اسیر ان محض کلمہ اور نماز بھی نہیں سیکھ سکے تھے۔اور اس کی وجہ کے طور پر وہ یہ امید ظاہر کرتے کہ حالیہ پیشی پر ان کی رہائی ہو جائے گی۔ لہٰذا جیل میں اس تعلیم کی ان کو کوئی ضرورت نہیں۔ لائبریری سے استفادہ نہ ہونے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ جیل کے اصولوں کے مطابق اسیر ان صرف اپنے فارغ وقت میں جیل کی لائبریری میں بیٹھ کر ہی کتب کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ کوئی کتب اپنے ذمہ درج کرا کے محدود وقت کے لئے اپنے بیرک میں نہیں لے جاسکتے۔لہٰذا مطالعے کے لئے کافی طویل وقت یعنی شام پانچ یا چھ بجے سے صبح تک (بیرک کا لاک بند ہونے سے صبح لاک کھلنے تک) کا کافی فارغ وقت، جس میں اسیر ان کو مطالعہ پر لگایا جاسکتا ہے، اس پابندی کی وجہ سے وہ مطالعہ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یہ پابندی اس لئے بھی زیادہ محسوس ہوتی ہے کہ سزایافتہ

افراد دن کا کافی حصہ اپنی ذمہ مشقت کی ادائیگی میں بھی صرف کرتے ہیں، لہٰذا لائبریری کی کتب سے استفادہ کا وقت ان کے لئے نہایت قلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لائبریری کی کتب کے مطالعہ کے ذریعے اسیران کے کردار میں قابلِ ذکر مثبت تبدیلی کا امکان نہیں۔ اگرچہ جیل سٹاف کی واضح اکثریت نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ مطالعہ سے اسیران کے کردار میں مثبت تبدیلی آتی ہے۔ اس حوالے سے ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ جیل میں بورڈ کے تحت میٹرک اور انٹر میڈیٹ اور یونیورسٹی کے تحت گریجویشن تک تعلیمی ڈگریوں کا حصول ممکن ہے، نیز نہایت کم تناسب میں کمپیوٹر کی تعلیم کا انتظام ہے۔ جس کے عملی نتائج برائے نام ہیں۔

عمومی طور پر جیلوں میں فنی تعلیم کا انتظام نہیں ہے۔ اگرچہ کچھ جیل سٹاف نے فنی تعلیم دینے کا بھی اظہار کیا ہے۔ جبکہ عملی صورتحال یہ ہے کہ جن جیلوں میں فنون سے متعلقہ مشقت ایک عرصہ تک جاری رہی ہے۔ وہ اب اکثر جیلوں میں موجود نہیں ہے۔ مثال کے طور پر بورسٹل جیل بہاولپور کی فیکٹری ایک طویل عرصے سے بند ہے۔ حالانکہ اسیران کے لئے فنی تعلیم نہایت ضروری ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اسیران کی بڑی تعداد نچلے اور درمیانے طبقے کے افراد میں سے پائی گئی ہے۔ جیل سے رہائی کے بعد رہا شدہ افراد کو نوکری ملنے کے امکانات تقریباً معدوم ہوتے ہیں لہٰذا فنی تعلیم نہایت ضروری ہے۔ تاکہ اسیران رہائی کے بعد اپنی معاش کا بندوبست کر سکیں۔ یہاں بھی سروے کی صورتحال قوانین سے مختلف ہیں۔ پاکستان میں جیلیں تو کمسن قیدیوں کی الگ ہیں مگر حوالات میں الگ انتظام نہیں۔ نیز اگرچہ بہاولپور جیل میں بچوں کی تعلیم کا دورانیہ تو کافی ہے یعنی دو بجے دوپہر تک سکول کا وقت ہے لیکن اس میں تعلیم محض کلمہ، نماز، ناظرہ قرآن یا حفظ قرآن کی ہے۔ وہاں کوئی صنعتی تعلیم نہیں دی جاتی۔ اگرچہ جیل میں ایک فیکٹری بھی ہے مگر وہ بند پڑی ہے۔ کمپیوٹر لیب ہے مگر انسٹرکٹر کے بقول لیب مین پانچ سے سات کی تعداد سے زائد بچوں کو اپنے زیر نگرانی نہیں رکھتے۔ اگرچہ نماز پنجگانہ پر سختی کی جاتی ہے مگر بچوں

کے اخلاق پر کوئی اثر ہوتا نظر نہیں آتا۔ اسی طرح دیگر مردانہ یازنانہ جیلوں میں بھی تعلیم پر کوئی خاص توجہ نہیں ہے۔ زیادہ تر قیدی اپنے غیر علمی پس منظر کی وجہ سے خود تعلیم کی طرف راغب نہیں ہوتے۔ ریلیجیس آفیسر کو بھی یہی شکایت ہوتی ہے۔ چار چار ماہ قید رہنے والوں کو بھی محض کلمہ آتا ہے۔ یا حفظ کرنے پر خصوصی معافی ملنے کی وجہ سے کئی قیدی حفظ کی طرف آجاتے ہیں۔ مگر مجموعی طور پر تعلیم پر کوئی توجہ نہیں ہے۔

نتائج تحقیق:

درج بالا سروے سے یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ جیل میں قیدیوں کو سب سے زیادہ مذہبی حقوق حاصل ہیں۔ مذہبی تعلیم کے حصول کیلئے قیدیوں کی دلچسپی مفقود ہے۔ تعلیمی حقوق کے حوالے سے پالیسی سازی کیساتھ اس پر عمل درآمد کے لئے بھی خاصی محنت، تنظیم اور توجہ کی ضرورت ہے۔ جیلوں کی موجودہ صورت حال میں تعلیم کے لئے فراہم کردہ وسائل ناکافی ہیں۔ موجود وسائل عدم توجہی کے باعث عملاً بے نتیجہ ثابت ہورہے ہیں۔ فنی تعلیم کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔ مذہبی تعلیم و معاصر فنی مہارت نہ ہونے کے باعث رہا شدہ قیدی معاشرے میں مسائل اور جرائم کو جنم دے رہے ہیں، رہاشدہ اسیر ان معاشرے کیلئے کار آمد افراد نہیں بن رہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مصادرومراجع

[1] القرآن، العلق، 96:1-4

[2] القرآن، الشمس، 8:91

3الانسان(الدھر)، **8:76**

[4] الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، ابوالقاسم، المعجم الکبیر، مکتبہ ابن تیمیہ القاہرہ، 1994، جز:22، ص:393، رقم الحدیث:977

[5] General Assembly resolution 45/111 December 14 1990, "Basic Principles for the Treatment of Prisoners" http:// www.un.org (accessed December 10, 2013)

[6] القرآن، المائدہ، 33:5

[7] القرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، دار الکتب المصریہ قاہرہ، 1964، جز:6، ص:156

[8] القرآن، البقرہ، 256:2

[9] االقرآن، لبقرہ، 217:2

[10] الکاسانی، علاؤالدین، ابو بکر بن سعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، 1986، الجز:6، ص:180

[11] ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایہ والنہایہ، مترجم، پروفیسر کوکب شادانی، تاریخ ابن کثیر، ج:5، ص:119، نفیس اکیڈمی لاہور

[12] الشامی، ابن عابدین، محمد امین، الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین، جز:5، ص:378، وزارت اوقاف والشؤن الاسلامیہ کویتیہ، الموسوعۃ الفقھیہ، 1427ھ، جز:16، ص:327

[13] ابویوسف، امام یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، دار المعرفہ للطباعۃ والنشر، بیروت لبنان، 1302ھ، ص:162

[14] Pakistan Prison Rules. compiled by Irshad Ahmad, Rana " Prison laws (Jail Manual)" (2011): Rule No : 681

[15] PPR, Rule No : 248

[16] United Nations Standard Minimum Rules For Prisoners

[17] UN congress of prevention of crime,"United Nations Standard Minimum Rules For The Treatment of Prisoners" Geneva(July 1955) Rule No :41-42.

[18] القرآن، الانعام، 108:6

[19] الزرقانی، ابوعبداللہ، محمد بن عبدالباقی، شرح الزرقانی علی المواہب الدنیہ، دار الکتب العلمیہ، 1996، جز:2، ص:136

[20] الشامی، ابن عابدین، محمد امین، الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین،، جز:4، ص:253

[21] السرخسی، شمس الائمہ، محمد بن احمد، المبسوط، جز:20، ص:90

[21] لجنۃ العلماء بریاسۃ نظام الدین البلخی، الفتاوی الھندیہ، دار الفکر، الطبعۃ الثانیہ، 1310ھ جز:3، ص:414

[22] PPR Rule No 280-304

[23] السرخسی، شمس الائمہ، محمد بن احمد، المبسوط، جز:20، ص:90

[24] ابن سعد، ابو عبداللہ، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، الطبع الاولیٰ، 1968 عیسوی، ج:5، ص:56,3573

[25] السرخسی، شمس الائمہ، محمد بن احمد، المبسوط، جز:20، ص:90

[26] الشامی، ابن عابدین، محمد امین، الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین، جز:4، ص:255

[27] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج:14، ص:45

[28] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج:3، ص:293

[29] ابن عابدین، ردالمحتار، ج:4، ص:813

[30] PPR Rule No 220-304

1. Al-Qur’ān, Al-‘Alaq, 96:1-4
2. Al-Qur’ān, Al- Shams, 91:8
3. Al-Qur’ān, Al- Dahar, 76:8
4. Al-Ṭabrānī, Sulaimān bn Aḥmad bin Ayyūb, Al- Mu‘jam ai-Kabīr, (Maktaba ibn Taymiyyah, Cairo 1994), Ḥadīth no, 977,393.
5. General Assembly Resolution 45/111 December 14, 1990, “Basic Principles for the Treatment of Prisoners” http://www.un.org accessed December 10, 2013.
6. Al-Qur’ān, Al- Mā’idah, 5:33
7. Al-Qurtabī, Abū ‘Abdullah Muḥammad bin Aḥmad bin abī Bakr, Al- Jāmi‘ al-Aḥkām al- Qur’ān, (Daar al-Kutub al- Misriyyah, Cairo, 1964), 156.
8. Al-Qur’ān, Al- Baqarah, 2:256
9. Al-Qur’ān, Al- Baqarah, 2: 217
10. Al- Kāsānī ‘Alā al-dīn, Abū Bakr bin Sa‘ūd, Bidā’i‘ al Ṣanā’i‘ fī Tartīb al- Sharā‘i‘, (Dār al Kutub Al- ‘Ilmiyyah, 1986), 180.

11. Ibn Kathīr, Abū al- Fidā', Ismā'īl bin 'Umar, Al- Bidāyah wa al- Nihāyah, trans, Kokab Shādānī, Taarikh Ibn Kathīr, (Nafees Academy, Lahore), n.d.
12. Al-Shāmī, Ibn 'Ābdīn, Muḥammad Amīn, Al-Dur al- Mukhtār wa Ḥāshiyah Ibn 'Ābdīn, (Wizarat al- Awqāf wa Al- Sha'un al- Islāmiyyah, Kuwait, 1427 Ah), 327.
13. Abū Yūsuf, Imām Yaqūb bin Ibrāhīm, Kitāb al- Khirāj, (Dār al- Ma'rfah li al- Ṭabā'an wa al- Nashr, Lebanon, 1302AH), 152.
14. Pakistan Prison Rules, edt., Irshad Ahmad Rana, Prison Laws Jail Mannual, 2011, Rule No: 681.
15. PPR,Rule No: 248.
16. United Nations Standard Minimum Rules for Prisoners
17. UN Congress of Prevention of Crime, United Nations Standard Minimum Rules for Prisoners, Geneva (July, 1955) Rule No: 41-42.
18. Al-Qur'ān, Al- Alan'ām, 6:108
19. Al- Zarqānī, Abū 'Abdullah, Muḥammad bin 'Abd al- Bāqī, Sharaḥ Al- Zarqānī 'Alā al- Mawāhib al- Duniyah, (Dār al- Kutub al- 'Ilmiyyah, 1996), 136.
20. Al-Shāmī, Ibn 'Ābdīn, Muḥammad Amīn, Al-Dur al- Mukhtār wa Ḥāshiyah Ibn 'Ābdīn, 253.
21. Al- Sarakhsī, ShamS al-Ā'immah, Muḥammad bin Aḥmad, AL- Mabsūṭ, 90.
22. Lajnah al- 'Ulamā, Riyaasat Nizām al- Dīn al-Balkhī, Al- Fatāwa al- Hindiyyah,(Dār al- Fikr, 1310AH), 414.
23. Al- Sarakhsī, ShamS al-Ā'immah, Muḥammad bin Aḥmad, AL- Mabsūṭ, 90.
24. Ibn Sa'ad, Abū 'Abdullah, Muḥammad bi sa'ad, Al- Ṭabqāt al- Kubrā, (Dār Ṣādir, 1968), 1st edition,
25. Al- Sarakhsī, ShamS al-Ā'immah, Muḥammad bin Aḥmad, AL- Mabsūṭ, 90.
26. Al-Shāmī, Ibn 'Ābdīn, Muḥammad Amīn, Al-Dur al- Mukhtār wa Ḥāshiyah Ibn 'Ābdīn, 255.
27. Ibn Kathīr, Al- Bidāyah wa al- Nihāyah, 45.
28. Ibn KathīrAl- Bidāyah wa al- Nihāyah, 293.
29. Ibn 'Ābdīn, Muḥammad Amīn, Al-Dur al- Mukhtār wa Ḥāshiyah Ibn 'Ābdīn, 813.